© rasailojaraid.com

قرآن حکیم کی سورتوں کے مضامین کا اجمالی تجزیہ

از: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

ترتیب وتدوین: سید برہان علی ۔ حافظ محمد زاہد

سُورَۃُ الْحَدِید

سورۃ الحدید سے پہلے سورۂ قٓ تا سورۃ الواقعہ سات مکی سورتوں کا ایک گلدستہ ہے‘ جو اختتام پذیر ہوا۔ اب یہاں سورۃ الحدید سے سورۃ التحریم تک دس مدنی سورتوں کا گلدستہ ہے جو قرآن حکیم میں سورتوں کی تعداد کے حوالہ سے مدنی سورتوں کا سب سے بڑا گلدستہ ہے۔ ان سورتوں کا ایک خاص معاملہ یہ ہے کہ یہ مدنی دور کے نصف آخر میں نازل ہوئی ہیں اور ان میں اصل خطاب اُمتِ مسلمہ سے ہے‘ اور ان سورتوں کے جو اہم موضوعات ہیں وہ بھی مسلمانوں ہی سے متعلق ہیں۔ ان میں دوسری مشترک بات یہ ہے کہ دوسری بڑی مدنی اور مکی سورتوں میں جو مضامین تفصیلاً زیر بحث آئے ہیں‘ ان کا خلاصہ ان سورتوں میں دیا گیا ہے۔ اُمت مسلمہ کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ ضمناً اہلِ کتاب کا بھی ذکر آیا ہے‘ لیکن وہ صرف بطور نشانِ عبرت کے ہے۔ ان کی غلطیوں‘ سرکشیوں اور نافرمانیوں‘ جن کی وجہ سے ان کو اس مقام سے معزول کیا گیا جس پر اب نئی اُمتِ مسلمہ کو فائز کیا گیا ہے‘ سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے تاکہ مسلمان ان راہوں سے بچیں جن پر یہ لوگ چلے تھے اور نتیجتاً عذابِ الٰہی کا شکار ہوئے تھے۔

ان میں سے پانچ سورتوں (الحَدید‘ الحَشر‘ الصَّف‘ الجُمعة‘ التَّغابن) کا آغاز سَبَّحَ لِلّٰہِ یا یُسَبِّحُ لِلّٰہِ یعنی تسبیح خداوندی سے رہا ہے‘ اس لیے ان پانچ سورتوں کے مجموعے کا ایک نام ”اَلْمُسَبِّحات“ بھی ہے۔ اس مجموعہ میں سب سے بڑی سورۃ ”سورۃ الحدید“ ہے جو سب سے زیادہ جامع بھی ہے۔ میں نے اس کو ”اُمُّ الْمُسَبِّحات“ کا نام دیا ہے‘ اس لیے کہ ان مُسَبِّحات سورتوں کے تمام مضامین جامعیت کے ساتھ سورۃ الحدید میں آئے ہیں‘ جبکہ بقیہ سورتوں میں ایک ایک مضمون کسی قدر شرح و تفصیل سے آیا ہے۔ مجھے اس سورۃ سے ایک خاص قلبی اور ذہنی لگاؤ ہے اور میرے نزدیک اس سورۃ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو مکی سورتوں میں سورۃ الشوریٰ کا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس سورۃ کی پہلی چھ آیات ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں ہیں' اور میرے اندازے (assesment) کے مطابق یہ اس ضمن میں قرآن حکیم کا جامع ترین مقام ہے۔ فرمایا:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۭ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥

''تسبیح بیان کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور وہ زبردست' حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کے لیے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی ہے اول (پہلا) اور وہی ہے آخر (پچھلا)' وہی ہے ظاہر (انتہائی نمایاں اور غالب) اور وہی ہے باطن (چھپا ہوا اور انتہائی مخفی)' اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں' پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے' اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو' اور جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے' اور تمام معاملات (فیصلے کے لیے) بالآخر اُسی کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں۔ وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ اور وہ سینوں کے پوشیدہ راز تک جانتا ہے۔''

ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کے حوالہ سے یہ قرآن مجید کا سب سے عظیم مقام ہے اور ان آیات میں چوٹی کی آیت ہے: ﴿هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ﴾۔ اس چھوٹی سی آیت کی ہمارے صوفیاء اور فلاسفہ کے نزدیک بہت اہمیت ہے۔ امام رازی' جو بہت بڑے منطقی' فلسفی اور متکلم ہیں' اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں: **اعلم ان ھذا المقام مقام غامض عمیق مھیب** ''جان لو کہ یہ مقام انتہائی غامض' عمیق' نہایت گہرا اور پُر ہیبت مقام ہے۔''

اگلی چھ آیات (۷ تا ۱۲) میں اللہ تعالیٰ کے انسانوں سے دو تقاضے بیان ہوئے ہیں: ایمان اور انفاق۔ یہ گویا انسانوں کی کامیابی کی دو شرائط ہیں۔ پہلی یہ کہ ہمیں ماننے جیسے ماننے کا حق ہے اور دوسری یہ کہ جو کچھ ہم نے اس کو دیا ہے اسے ہماری راہ میں لگا دے اور کھپا دے۔ اب جو شخص یہ دونوں کام کرے گا وہ کامیاب قرار پائے گا اور جو ان سے پہلوتہی کرے گا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ فرمایا:

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

> ”ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر (یا ایمان رکھو اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر) اور خرچ کر دو (لگا دو‘ کھپا دو) ان سب چیزوں میں سے جس میں اس نے تمہیں خلافت عطا کی ہے۔ تو جو لوگ تم میں سے (دین متین کے یہ دو تقاضے پورے کر دیں‘ یعنی) ایمان لے آئیں اور انفاق کا حق ادا کر دیں تو ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

اس آیت میں جامعیت کے ساتھ دین کے تقاضوں کو دو الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے‘ جبکہ اس کے بعد ہر ایک تقاضے پر دو دو آیات آ رہی ہیں۔ ایک آیت میں ذرا سرزنش اور ملامت کا انداز ہے اور دوسری میں ترغیب وتشویق ہے۔ ایمان باللہ کے حوالے سے فرمایا:

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾

> ”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے درانحالیکہ رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ اپنے ربّ پر ایمان رکھو‘ اور وہ تم سے قول وقرار لے چکا ہے‘ اگر تم واقعی مؤمن ہو۔“

اگلی آیت بھی ایمان باللہ کے حوالے سے ہے لیکن اس میں ترغیب وتشویق ہے اور ایمان کا منبع وسرچشمہ قرآن کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹﴾

> ”وہی ہے (اللہ) جو نازل فرما رہا ہے اپنے بندے پر روشن آیات‘ تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے‘ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تم پر نہایت شفیق اور مہربان ہے۔“

اگلی دو آیات (۱۰‘۱۱) دین کے دوسرے تقاضے یعنی انفاق فی سبیل اللہ سے متعلق ہیں۔ پہلی آیت میں وہی سرزنش کا سا انداز ہے۔ فرمایا:

> ”اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (تم پر بخل کیوں طاری ہو گیا؟ تم نے سینت سینت کر رکھنے کی روش کیوں اختیار کر لی؟) حالانکہ آسمان وزمین کی وراثت تو اللہ ہی کے لیے ہے۔ (تم سب دنیا سے چلے جاؤ گے اور یہ سب کچھ اللہ ہی کے لیے رہ جائے گا۔) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے فتح سے پہلے انفاق اور قتال کیا تھا۔ ان کے درجات بہت بلند ہیں اُن کے مقابلے میں جنہوں نے فتح کے بعد انفاق اور قتال کیا‘ اگرچہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔“

اس آیت میں خرچ کرنے کے دو درجات بتائے گئے ہیں کہ جنہوں نے اسلام کی غربت‘ کمزوری اور فتح سے قبل خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں جنگ کی ان کا درجہ ورتبہ ان لوگوں کی نسبت بہت بلند ہے جو یہی کام اسلام کو غلبہ حاصل ہونے کے بعد کر رہے ہیں۔

آیت ۱۱ بھی انفاق ہی سے متعلق ہے لیکن اس میں انداز ترغیب وتشویق کا ہے۔ فرمایا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ وَلَہٗٓ اَجْرٌ کَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾

’’کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے قرضِ حسنہ تو اللہ اسے اس کے لیے بڑھاتا رہے‘ اور اس کے لیے بہت بڑا باعزت اجر ہے۔‘‘

اب خرچ نہ کرنا‘ بچ بچ کر چلنا اور منجھدار میں کودنے سے پہلوتہی کرنے کا نتیجہ نفاق ہے۔ ’’انفاق‘‘ اور ’’نفاق‘‘ میں بس ایک ’’الف‘‘ ہی کا فرق ہے —— اس سورۃ کی آیات ۱۲ تا ۱۵ بھی اہلِ ایمان اور منافقین کے مابین تفریق ہی سے متعلق ہیں۔ پھر ان میں سے بھی میرے نزدیک پورے قرآن مجید میں آیت ۱۳ نفاق کی حقیقت کے موضوع پر عظیم ترین آیت ہے جس میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے‘ جس میں ایک مرحلہ ایسا آئے گا جسے ہم ’’پُل صراط‘‘ سے تعبیر کرتے ہیں‘ اس مرحلہ پر اہلِ ایمان اور منافق چھانٹ چھانٹ کر علیحدہ کر دیے جائیں گے۔ اُس وقت منافق اہلِ ایمان کو پکاریں گے۔

یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾

’’وہ انہیں پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ (اہلِ ایمان) کہیں گے: کیوں نہیں! (یعنی دنیا میں تو تم بھی مسلمان شمار ہوتے تھے) مگر تم نے اپنے آپ کو فتنوں میں مبتلا کیا اور پھر تم گومگو اور شکوک و شبہات کی کیفیت میں مبتلا ہو گئے‘ اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکے میں ڈالے رکھا‘ یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ گیا اور وہ بڑا دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے معاملے میں دھوکہ دیتا رہا۔‘‘

اس سورۃ کی آیت ۱۶ بھی میرے نزدیک اپنے مضمون ’’تاخیر و تعویق‘‘ کے اعتبار سے قرآن مجید کا نقطۂ عروج ہے۔ فرمایا:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

’’کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے اہل ایمان کے لیے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد کے لیے اور (وہ تسلیم کر لیں اس سب کو) جو حق میں سے نازل ہوا ہے؟ اور نہ ہو جائیں ان لوگوں کے مانند جنہیں کتاب دی گئی تھی پہلے‘ تو ان پر ایک طویل مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے‘ اور ان میں بہت سے فاسق و فاجر ہیں۔‘‘

آیت ۲۰ بھی میرے نزدیک قرآن کریم کی عظیم ترین آیات میں سے ہے۔ اس میں دُنیوی زندگی کی حقیقت کھول کر دکھا دی گئی ہے اور اس میں انسانی زندگی کے پانچ مراحل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

”خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دِل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال واولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات نے کاشت کاروں کو خوش کر دیا‘ پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی‘ پھر وہ بُھس بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکے کا سامان ہے۔“

آیت ۲۵ اس سورۃ کی عظیم ترین آیت ہے اور اس پوری سورۂ مبارکہ کا نقطہ عروج ہے۔ فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾

”ہم نے اپنے رسولوں کو واضح تعلیمات کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ ہم نے کتاب بھی اتاری اور میزان بھی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں۔ اور ہم نے لوہا بھی اتارا ہے جس میں جنگ کی صلاحیت بھی ہے اور لوگوں کے لیے دوسرے منافع بھی‘ تاکہ اللہ دیکھ لے کہ کون ہیں (اس کے وفادار بندے) جو غیب میں رہتے ہوئے بھی اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا‘ زبردست ہے۔“

میزان دراصل وہ نظامِ شریعت ہے جس میں ہر ایک کے حقوق متعین کر دیے گئے ہیں تاکہ کوئی نہ تو کسی کو اس کے حق سے محروم کرے اور نہ خود اپنے حق سے زیادہ حاصل کرے۔ یہ میزان صرف دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ نصب کرنے کے لیے اتاری گئی ہے‘ اور پھر جو اس میزان اور نظامِ شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالے تو ان کا سر کچلنے کے لیے ہم نے لوہا اتارا ہے۔

یہ موضوع دراصل دین کے فلسفے اور حکمت کے حوالہ سے اہم ترین موضوع ہے۔ جس نے اس کو نہیں سمجھا اس کے نزدیک دین صرف ایک مذہب بن کر رہ جائے گا اور اس کی حیثیت ایک مکمل نظام کی نہیں رہے گی‘ لہٰذا جس نے اس آیت اور اس کے مفہوم کو سمجھ لیا تو اس کے سامنے یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اس سے بڑا انقلابی پیغام اور کوئی نہیں ہے۔ اسی نظام عدل کو سورۃ الشوریٰ میں بایں بیان کیا گیا ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ﴾ (آیت ۱۷)

”اللہ وہ ذات ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی اور میزان اُتاری۔“

سُورَۃُ المُجَادَلَۃ

یہ سورۃ ۲۲ آیات اور ۳ رکوعوں پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتدا میں ظِہار کے احکام تفصیل کے ساتھ آئے ہیں۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں اگر کوئی شخص غصے میں اپنی بیوی سے یہ کہہ بیٹھتا کہ تم میری ماں کی طرح ہو‘ تو سمجھا جاتا تھا کہ اب وہ اس پر ماں کی طرح ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ اس سورۃ کی ابتدائی چار آیات میں ظِہار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا قانون بیان کیا گیا ہے کہ زبان سے کہہ دینے سے بیوی ماں نہیں بن جائے گی' البتہ اس طرح کہنے پر شوہر کے ذمہ کفارہ لازم ہوگا۔ فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ نِّسَآئِھِمْ مَّا ھُنَّ اُمَّھٰتِھِمْ ط اِنْ اُمَّھٰتُھُمْ اِلَّا الّٰٓیْٔ وَلَدْنَھُمْ ط وَاِنَّھُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰھِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ط ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِہٖ ط وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ج فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا ط ذٰلِکَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ط وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ ط وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

''جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے۔ بے شک وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور یقیناً اللہ معاف کرنے والا' بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں' پھر اپنے قول سے رجوع کر لیں تو (ان کو) ہم بستر ہونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے ـــــ اس (حکم) سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے ـــــ پس جس کو غلام نہ ملے وہ مجامعت سے پہلے متواتر دو ماہ کے روزے رکھے۔ پس جو اس کی بھی طاقت نہ رکھے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ (حکم) اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے تقاضے ادا کرو۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں' اور نہ ماننے والوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

آیات ۷ تا ۱۳ میں نجویٰ یعنی دینی اسلامی جماعت اور اُس کے قائد یا رہنما کے خلاف سازشی انداز میں باتیں کرنے اور کھسر پھسر کرنے سے متعلق تفصیلی احکام آئے ہیں۔ اس حوالے سے یہ باور کرایا گیا ہے کہ کسی بھی اسلامی جماعت اور اس کے مقصد کو دیمک کی طرح چاٹ جانے والی شے یہ نجویٰ ہے۔ اس لیے اس سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ط وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝

''اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشیاں کرنے لگو تو گناہ اور زیادتی اور پیغمبر ﷺ کی نافرمانی کی باتیں نہ کرنا' بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی باتیں کرنا' اور اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے سامنے تم جمع کیے جاؤ گے۔''

آیات ۱۴ تا ۱۹ میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے اور اس کے ذریعے لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکنے والوں کے برے انجام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فرمایا:

''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے تھے جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے' اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی قسمیں کھاتے تھے۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً برا ہے...... جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ اللہ کے سامنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے تھے اور گمان کریں گے کہ شاید (بچنے کی) کوئی راہ نکل آئے۔ سن لو! یہ بہت جھوٹے ہیں۔''

سورۃ کے آخر (آیات ۲۰ تا ۲۲) میں وہ مضمون آ گیا جو ان سورتوں کا مرکزی مضمون ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ ۝ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَہُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ ؕ وَ یُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں وہی سب سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔ اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آ کر رہیں گے۔ بے شک اللہ زورآور زبردست ہے۔ وہ لوگ جو حقیقتاً اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ کے اور اس کے رسول کے دشمنوں سے ہرگز محبت کرنے والا نہ پاؤ گے' خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے' یا ان کے بھائی ہوں یا رشتہ دار۔ (ایسے لوگ جن کی دلی محبت اللہ' اس کے رسول اور اہل ایمان کے ساتھ ہو' اور وہ اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے تن من دھن لگانے کے لیے تیار ہو گئے ہوں) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو راسخ کر دیا ہے اور ان کی تائید کی ہے اپنی طرف سے روحِ خاص سے۔ اور اللہ انہیں ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ ہیں اللہ کی جماعت کے لوگ' آگاہ رہو کہ اللہ کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔'' (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ)

سُوۡرَۃُ الۡحَشۡر

یہ سورۃ سلسلۂ ''مُسَبِّحات'' کی دوسری سورۃ ہے' اور سورۃ الحدید کی طرح سَبَّحَ لِلّٰہِ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے۔ فرمایا: ﴿سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ①﴾ ''اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے' اور وہ غالب' حکمت والا ہے۔''

آیات ۶ تا ۱۰ میں مالِ فے اور اس کے مصارف کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔ مالِ فے سے مراد وہ مفتوحہ مال اور اراضی ہے جو بغیر جنگ اور لڑائی کے مسلمانوں کی جماعت کو حاصل ہو جائے۔ اس کے مصارف مالِ غنیمت کے مصارف سے مختلف ہیں۔ فرمایا:

''اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیا وہ ایسا (مال) نہیں ہے جس پر تم نے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے' بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے تسلّط عطا فرما دیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہر چیز پر قادر ہے۔ جو کچھ بھی اللہ ان بستی والوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے وہ اللہ' رسول' (رسول کے) رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے' تاکہ وہ (مال و دولت) تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔ اور جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔" (آیات ۶۔۷)

ان آیات میں ﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾ کے الفاظ میں اسلامی نظامِ معیشت کا ایک بنیادی اصول بیان ہوا ہے۔ اس اعتبار سے یہ آیت قرآن مجید کی اہم ترین اصولی آیات میں سے ہے' جس میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش ایک خاص طبقہ کے بجائے پورے معاشرے میں یکساں ہونی چاہیے۔

اس سورۃ کا اہم ترین حصہ اس کا آخری رکوع ہے اور اس رکوع کی ہر آیت قابل توجہ ہے۔ آیت ۱۸ میں آخرت کی تیاری کے حوالے سے فرمایا گیا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۸

"اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل (یوم قیامت) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بے شک وہ تمہارے سب اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔"

آیت ۱۹ فلسفہ وحکمت دین کے اعتبار سے چوٹی کی آیت ہے۔ کہا جا رہا ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹

"تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے اُن کو اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ یہی تو بدکردار لوگ ہیں۔"

اس کے بعد آیت ۲۱ میں قرآن مجید کی عظمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝۲۱

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔ اور یہ وہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔"

ایسی ہی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے سورۃ الاعراف میں آئی تھی۔ جب اُن کی طرف سے دیدارِ الٰہی کی درخواست پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی ایک پہاڑ پر ڈالی تو وہ پہاڑ اس تجلّی کی تاب نہ لا کر ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔ قرآن مجید بھی چونکہ اللہ کا کلام ہے اور کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے لہٰذا اس کی شان بھی یہی ہے کہ اگر اسے کسی پہاڑ پر اُتار دیا جاتا تو اس پہاڑ کا نقشہ بھی وہی ہوتا۔

سورۃ الحشر کی آخری تین آیات سورۃ الحدید کی ابتدائی چھ آیات کی مانند عظیم مقام ومرتبہ کی حامل ہیں۔ ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنہ کا قرآن کریم میں سب سے بڑا گلدستہ آیا ہے۔ کسی اور مقام پر تین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیات میں سولہ (۱٦) اسماءِ حسنیٰ کا مجموعہ نہیں ملے گا۔ اس لیے یہ آیات معرفتِ خداوندی کے عظیم خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ فرمایا:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

’’اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں‘ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا‘ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا۔ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ‘ پاک‘ سلامتی اور امن دینے والا‘ نگہبان‘ غالب‘ زبردست‘ بڑائی والا۔ پاک ہے اللہ ان سے جو وہ شریک مقرر کرتے ہیں۔ وہی اللہ پیدا کرنے والا‘ ایجاد کرنے والا‘ صورتیں بنانے والا ہے‘ اُسی کے لیے سب اچھے سے اچھے نام ہیں۔ اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر شے جو آسمانوں اور زمین میں ہے‘ اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔‘‘

© rasailojaraid.com